ان لوگوں کے رد میں جنہوں نے صالحین سے توسل
واستغاثہ کے سبب مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور ان کے
دلائل کے بطلان میں

توسل و استغاثہ

شیخ ابو بکر باقلانی رحمه الله تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

شبہ کی بنیاد پر ایک ہزار کافر کو اسلام میں داخل کرنا ہزار شبہ کی بنا پر ایک مسلمان کو کافر قرار دینے سے بہتر ہے۔ اس سے آپ تکفیر کی خطر عظیم اور اہل اسلام کی تعظیم اور مزلہ خطیرہ میں وقوع سے علماء کی احتیاط کا اندازہ کریں۔

ہمارے بعض مسلمان بھائیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

''پہلی جہالت یہ تھی کہ وہ تقرب الٰہی کی خاطر بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ہمارے زمانے کی جاہلیت یعنی جاہلیت اسلام وہ اہل السنّت والجماعت ہیں جو تقرب الٰہی کی خاطر زندوں اور مردوں کی عبادت کرتے ہیں۔ یعنی مسلمان زندہ اور فوت شدہ اولیاء وانبیاء کرام کی زیارت کرتے ہیں۔ ان سے توسل کرتے ہیں اور ان کے آثار سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس حالت میں انبیاء واولیاء کی عبادت کرتے ہیں''۔

اختلافِ مذاہب کے باوجود ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جن نے غیر اللہ کو معبود بنایا ہو اور عبادت کا مستحق قرار دیا ہو۔ ہاں اسحاقیہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی الوہیت کے قائل تھے اور
ان کا نام ونشان مٹ گیا ہے۔

اور تمام تعریفیں دونوں جہاں کے پالنے والے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ بعض مسلمانوں نے اپنے بھائیوں کی تکفیر کی پیش قدمی کی ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء واولیاء کا توسل پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی مخلوق سے خاص ہیں۔

ان لوگوں نے فرمان الٰہی سے استدلال کیا ہے جو بت پرستوں اہل شرک سے حکایت ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ م مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ

ترجمہ : اور جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنا لئے (اور کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر محض اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔

ان لوگوں نے گمان کیا کہ مسلمان صالحین کی زیارت، ان سے توسل، ان کے آثار سے تبرک اور ان کے مزارات کے پاس دعا عبادت ہے جیسے بت پرست بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان لوگوں نے حق اور باطل کے مابین فرق نہیں کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی بت پرستی پر انکار فرمایا ہے کہ وہ غیر اللہ کو معبود بناتے ہیں اور ان کو ربوبیت کے دعوٰی میں شریک کرتے ہیں ۔ کیونکہ یہ مشرک لوگ بتوں کی ہی عبادت کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائیں۔ ان کا کفر و شرک ان بتوں کی عبادت کی وجہ سے ہے اور اس وجہ سے کہ ان کا اعتقاد ہے کہ یہ بت اَرْبَاب مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں ان کا کفر و شرک اس بنا پر نہیں ہے کہ یہ ان سے توسل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ بت انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔

اس مقام پر ایک اہم بات قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ آیت مقدسہ اس امر پر شہادت دیتی ہے کہ وہ بت پرست جو بت پرستی کا جواز پیش کرتے تھے اس میں راست اور صادق نہ تھے۔ اگر وہ سچے ہوتے اور وہ بت پرستی اللہ تعالیٰ کے تقرب کی خاطر کرتے تو یقیناً باری تعالیٰ ان بت پرستوں کے ہاں ان بتوں سے زیادہ جلیل ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے اصنام کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے۔

۞ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًام بِغَيْرِ عِلْمٍ ط كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ص ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞

ترجمہ : اور تم انہیں برا بھلا نہ کہو جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں (ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے اللہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔ یونہی ہم نے ہر امت کے لئے ان کا عمل آراستہ کر دیا ہے۔ انہوں نے پھر اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر وہ انہیں بتائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

عبدالرزاق ، عبدبن حمید ، ابن جریر ، ابن منذر ، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے سید نا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مسلمان کفار کے بتوں کو گالیاں دیتے تھے اور وہ جواباً اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم جاری کیا۔

اے مسلمانو! تم ان کے معبودان باطلہ کو گالیاں نہ دو۔ کیونکہ وہ انتقاماً نادانی میں اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں گے۔

اس آیت مقدسہ کے نزول کا یہ سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو انتہائی سختی سے روک دیا کہ وہ ان پتھروں کے بارے میں کوئی کلمہ نقص نہ کہیں جن کے بت پرست مکۃ المکرّمہ میں عبادت کرتے تھے کیونکہ یہ بت پرست ان پتھروں کی غیرت کھاتے ہیں جن کے بارے میں وہ صمیم قلب سے اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ ان کے معبود ہیں۔ وہ نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان بھی۔ اس طرح وہ غضب ناک ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ اسی نوعیت کا برتاؤ کیا۔ وہ ان کے معبود حقیقی کو گالیاں بکتے حالانکہ وہ تو رب العٰلمین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نقائص بیان کرتے حالانکہ وہ ہر نقص سے پاک ہے۔

تو اگر یہ لوگ اس دعوٰی میں سچے ہوتے کہ ہم بت پرستی تقرب الی اللہ کے لئے کرتے ہیں تو اُن لوگوں کے انتقام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو کبھی بھی گالیاں نہ بکتے جو ان کے بتوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کا یہ گالیاں بکنا اس امر پر دلیل ہے کہ ان کے نفوس میں اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت ان بتوں سے بھی کم ہے۔

یہ ہی امر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی دلیل ہے۔

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ...... ﴾

القرآن الحکیم العنکبوت ٢٩:٦١

ترجمہ :اور (اے حبیب!) اگر آپ ان (مشرکوں) سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے فرمانبردار بنایا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

اگر یہ لوگ اپنے عقیدہ میں سچے ہوتے کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے اور ان کے بت ہرگز خالق نہیں ہیں تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرتے یا کم از کم ان پتھروں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا احترام کرتے

اور کیا یہ صحیح ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے پتھروں پر غیرت کھاتے ہوئے اور انتقام لیتے ہوئے اُن پر ستم کیا ہے۔

ہدایت کا فیصلہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے ایک آیت بھی اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ اُن مشرک لوگوں کے ہاں اللہ تعالیٰ اُن کے بتوں سے ہرگز کم وقعت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ج فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ج وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦:١٣٦

ترجمہ :اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے مقرر حصہ بنا رکھا ہے اس سے جو فصلوں اور مویشیوں سے پیدا فرماتا ہے اور کہتے ہیں یہ ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کے لئے۔ تو وہ (حصہ) جو ان کے شریکوں کے لئے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا اور جو (حصہ) اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے۔ کیا ہی برا

فیصلہ کرتے ہیں۔

سو اگر اللہ تعالیٰ ان کے ذہنوں میں ان پتھروں سے کم وقعت نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ پر یہ مشرکین ان پتھروں کو یہ ترجیح نہ دیتے جس کی یہ آیت حکایت کرتی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے سزاوار ہوئے۔

سَآءَ مَایَحۡکُمُوۡنَ .

اور اسی قبیل سے اسلام سے پہلے ابو سفیان کا قول ہے:

اُعۡلُ هُبَلۡ ...... ہبل زندہ باد۔

جس طرح امام بخاری نے روایت کیا ہے:

ابو سفیان اس شدت میں اپنے ہبل نامی بت کو پکارتا تھا کہ وہ رب السموات و الاض سے بلند ہو...... تا کہ اسے اور اس کے لشکر کو اہل ایمان کے لشکر پر غلبہ حاصل ہو جو یہ چاہتا ہے کہ ان کے معبودان باطلہ پر غالب ہو۔ مشرکین کا اللہ تعالیٰ اور معبود ان باطلہ کے ساتھ یہ نظریہ تھا۔

اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے ۔ اکثر لوگ اس امر کو اس طرح نہیں سمجھتے اور اپنی نافہمی کی بنا پر کرتے ہیں جو کرتے ہیں۔

اگر وہ یہ کہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں بتوں کی نہیں کرتے ہماری بندگی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بتوں کے لئے نہیں ہے۔ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں ہم فقط اس لئے ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ہم ان بتوں کو ربوبیت اور الوہیت میں ہرگز شریک نہیں کرتے۔ ہم تو فقط یہ ہی امید رکھتے ہیں کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کو قبول فرمائے گا اور ہماری دعا یہ ہوتی ہے کہ وہ ہمیں اپنا قرب عطا فرمائے یا وہ یہ کہیں ان کو تو ہم فقط قبلہ بناتے ہیں اور عبادت ہم خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں۔ تو اس وضاحت کے بعد وہ شرک نہیں۔ حرام کے ارتکاب کی بنا پر اُن کی طرف فقط جہل کی نسبت ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ

کے حکم کے بغیر ان کو ذریعہ قرب اور قبلہ کا استحقاق دیا۔ نہ اُن کے پاس علم آیا اور نہ ہی اُن کے پاس دلیل آئی لہٰذا ان بتوں کے پاس اللہ ﷻ کی عبادت کرنے پر ان کی تکفیر نہ کی جائے گی جس طرح اس مومن کی تکفیر نہ ہوگی جو کفار کی عبادت گاہوں میں اذان دے یا ان میں فرائض ونوافل ادا کرے۔

کیا آپ جانتے نہیں کہ جب اللہ ﷻ نے نماز کے دوران اہل اسلام کو استقبال قبلہ کا حکم دیا تو وہ اپنی عبادت کے دوران ہی اس طرف پھر گئے اور اسے قبلہ بنا لیا وہ عبادت اُس کے لئے نہ تھی۔

حجر اسود کا بوسہ یہ اللہ ﷻ کی بندگی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء ہے۔ اگر ان میں کوئی مسلمان حجر اسود یا کعبہ کی عبادت کی نیت کرلے تو وہ بت پرستوں کی طرح مشرک ہوجائے گا۔

یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور تمام اعمال کا انحصار قصد وارادہ پر ہے۔ حجر اسود کے بوسہ کے لئے جھکنے کو اور نبی اقدس ﷺ کے اس پر پیشانی اقدس رکھنے کو سجدہ قرار نہیں دیا گیا تو منکر یہ گمان کیوں کرتے ہیں کہ اہل اسلام اولیاء کرام کی دست بوسی میں اُن کو سجدہ کرتے ہیں۔ اگر یہ دست بوسی سجدہ ہے تو حجرہ اسود کا بوسہ بھی سجدہ ہے اور اس مقام پر وہ مشکل میں پھنس جاتے ہیں اور راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔

اور یہ امر ثابت کہ حبر الامت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رکاب تھامی جو صحابی علماء میں سے تھے تو انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اُن کی تعلیم اور نبی انور ﷺ کی قرابت داری کی بنا پر روکا تو آپ نے فرمایا ہمیں اپنے علماء کی اسی طرح تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ تھاما اور چوم لیا اور کہا: اہل بیتِ نبی ﷺ کی اسی طرح تعظیم کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو چومنے کے لئے بغل کی پشت سے

جھکنے کوسجدہ قرار نہیں دیا گیا۔

اس روایت میں اس امر پر دلیل ہے کہ دونوں کو ہی دوسرے کی تعظیم کا حکم تھا۔ اور صالحین کی تعظیم اور ان کی دست بوسی مشروع اور جائز ہے۔

سنن ابی داؤد میں سیدنا زارع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔آپ عبدالقیس کے وفد سے تھے

ہم اپنی سواریوں سے اترتے تھے اور نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومتے تھے۔

ابو داؤد ، ادب ١٤٩

ترمذی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے۔ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ وہ آئے اور اُنہوں نے دستک دی تو نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے ان کی طرف گئے تو اُنہوں نے معانقہ کیا اور بوسہ لیا۔

الجامع الترمذی ، استئذان ٣٢

امام ترمذی نے ارشاد فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

یہ حدیث پاک بھی اس امر پر دلیل ہے کہ صالحین کی دست بوسی سنن مرسلین میں سے سنت مشروعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقربین سے توسل شرک نہیں ہے اور نہ ان سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا کفر ہے۔

آپ دیکھتے نہیں کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے والد گرامی کا توسل پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے ہمارے والد گرامی ہمارے لئے گناہوں کی بخشش طلب کریں تو انہوں نے واسطہ کے بغیر اپنے گناہوں کی بخشش طلب کیوں نہ کی اور کیا وہ اس امر میں اہل ایمان تھے یا اہل شرک جس طرح یہ لوگ گمان کرتے ہیں؟

اولادِ یعقوب علیہ السلام نے ان سے استغفار کی گزارش فقط اس لئے کی تا کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کردیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اور خصوصیت حاصل ہے اور ان کے گناہوں نے ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بعد پیدا کر دیا اور ان کے بعد ان کی دعا کی قبولیت کے مابین حائل ہوگئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿...... وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

Page 08 of 43

القرآن الحکیم النساء ٤:٦٤

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت
توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس میں غور کیجئے۔ کہ اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں یعنی جب وہ گناہوں کا ارتکاب کرلیں تو چونکہ وہ شفاعت کے مستحق ہیں اس لیے وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی شرط بارگاہ رسالت میں حاضری کی لگائی اور اس امر کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار سے پہلے بارگاہ رسالت میں تملق وخضوع کا اظہار کریں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔ تو اس سے کیا فائدہ ہے؟

کیا بارگاہ رسالت میں حاضری سے قبل استغفار ممکن نہ تھا؟

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے استغفار کریں تو یہ اللہ تعالیٰ کو تواب اور رحیم پائیں گے۔

تو نبی اکرم ﷺ کے استغفار کا کیا فائدہ ہے؟

کیا بارگاہ رسالت میں ان کی حاضری اور اپنے لئے استغفار کافی نہ تھا؟

کہ اس کے بعد وہ اللہ ﷻ کو تواب اور رحیم پاتے۔

کیا اس میں صرف یہ ہی راہنمائی نہیں کہ جب بھی اُن پر مصیبت آئے تو بارگاہ رسالت میں التجا کریں۔ آپ سے توسل کریں اور شفاعت طلب کریں تاکہ وہ انہیں اللہ ﷻ سے قریب کردیں۔

اللہ ﷻ نے اس شخص کی مذمت کی جس نے حضور ﷺ سے طلب استغفار سے روکا۔ اور اُس امر پر ابھارنے والے پر شدت کی کیونکہ یہ منافقت کی بڑی علامت میں سے ہے۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا يَسۡتَغۡفِرۡ لَكُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ لَوَّوۡا رُءُوۡسَهُمۡ وَرَاَيۡتَهُمۡ يَصُدُّوۡنَ وَهُمۡ مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴾

القرآن الحکیم المنفقون ٦٣:٥

ترجمہ : اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تاکہ اللہ کا رسول تمہارے لئے مغفرت طلب کرے، تو (انکار سے) اپنے سروں کو گھماتے ہیں اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ (حاضری سے) تکبر کرتے ہوئے رک رہے ہیں۔

اس سے شدید توبیخ کیا ہوسکتی ہے۔ اس سے کڑوی جھڑک کیا ہوسکتی کاش وہ سمجھتے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے نبی اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا:

﴿...... وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ...... ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ٩:١٠٣

ترجمہ : اور دعا مانگیے ان کے لئے۔ بیشک آپ کی دعا ان کے لئے (ہزار) تسکین کا

باعث ہے۔

یعنی اُن کے لیے رحمت ہے۔ صلوۃ کا معنی دُعا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دیہاتی اہل ایمان کی تعریف کی:

﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ط سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۹۹

ترجمہ: اور کچھ دیہاتیوں میں سے وہ ہیں جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں جو وہ خرچ کرتے ہیں قرب الٰہی اور رسول (پاک) کی دعائیں لینے کا ذریعہ ہے۔ ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

دیکھے۔ اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت کس طرح ان کے لئے نبی اکرم ﷺ کی دعا طلب کی گئی ہے اور ہمارے لئے بیان فرمایا کہ صَلَوَاتُ الرَّسُوْل قربت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لئے نبی اکرم ﷺ سے دعا طلب کرتا ہے اور یہ منکر لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے توسل کفر ہے۔ اور آپ سے اور صالحین سے دعا کی طلب شرک ہے۔

یہ لوگ کتاب اللہ اور نبی اکرم ﷺ کے حق اور سنت سے کس قدر جاہل ہیں حالانکہ اہل اسلام ہر نازل ہونے والی مصیبت میں نبی اکرم ﷺ سے التجا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے مصیبت کو ٹال دیتا تھا۔ اگر یہ سب کچھ کفر اور شرک ہوتا تو اس کو ثابت نہ رکھا جاتا اور ضرور اس امر سے جھڑک دیا جاتا۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کو سجدہ کا ارادہ کیا۔ اسے جھڑک دیا۔ جب اُس نے عرض کی: بے شک میں نے دیکھا ہے عجمی لوگ بادشاہوں کو

سجدہ کرتے ہیں اور آپ سجدہ کے زیادہ حقدار ہیں۔

تو جواباً نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلسُّجُودُ لَایَکُونُ اِلَّالِلّٰہ

ترجمہ : سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے۔

دیکھئے کہ توسل اور عبادت میں کس قدر فرق ہے۔

صاف وشفاف عقول کہاں ہیں؟ کیا اہل ایمان میں سے کوئی ایسا ہے کہ جب اس نے کسی نبی یا ولی کی زیارت کی تو اسے سجدہ کیا ہو، یا ان میں کوئی اعتقاد رکھتا ہو کہ کوئی نبی یا ولی اللہ ﷻ کے سوا معبود ہے یا وہ اللہ ﷻ کا بیٹا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دونوں گروہوں میں کس قدر فرق ہے۔

تو منکر لوگ انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے توسل کو کس طرح حرام قرار دیتے ہیں جب کہ توسل کتاب عزیز میں بالتصریح ثابت ہے۔

اللہ ﷻ نے یہود سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿...... وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا...... ﴾

القرآن الحکیم البقرہ ۲:۸۹

ترجمہ : اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگتے تھے (اس نبی کے وسیلہ سے)

یعنی مشرک لوگوں پر مدد طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں اُس نبی آخر الزمان کے صدقہ سے فتح عطا فرما جن کی تعریف توریت میں ہے

﴿ فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ﴾

القرآن الحکیم البقرہ ۲:۸۹

ترجمہ : تو جب ان کے پاس وہ نبی تشریف فرما ہوا جسے وہ جانتے تھے تو اس کے ماننے سے انکار کردیا۔

یعنی سیدنا محمد ﷺ...... تو جب آپ ﷺ کے ظہور سے پہلے آپ سے توسل ثابت ہے تو ظہور کے بعد اس کا انکار کیسے ممکن ہے۔

مندرجہ ذیل روایت بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ سے طلب توسل جائز ہے اور طلب توسل انبیاء، واولیاء اور صالحین کی سیرت ہے۔

امام حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش کا ارتکاب ہوا تو آپ نے عرض کی:

یَا رَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ اِلَّا مَا غَفَرْتَ لِیْ فَقَالَ اللّٰهُ یَا آدَمُ کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ.

ترجمہ: اے میرے پروردگار! سیدنا محمد ﷺ کے صدقہ سے مجھے معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! آپ نے انہیں کیسے پہچانا حالانکہ ابھی تک تو میں نے انہیں پیدا ہی نہیں کیا؟

عرض کی:

اے میرے پروردگار جب تو نے اپنے دست قدرت سے میری تخلیق کی اور اپنے سر کو میرے اندر پھونکا۔ تو میں نے جب اپنا سر اٹھایا تو قوائم عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تو میں نے اس کلمہ طیبہ کو پڑھ کر پہچان لیا کہ جس ہستی کے نام کو تو نے اپنے اسم ذاتی کی اضافت عطا کی ہے یہ یقیناً مخلوق میں تیرے ہاں محبوب ترین ہستی ہے۔

یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے آدم آپ نے سچ کہا ہے۔ واقعتاً میرے محبوب ہیں۔

وَ اِذْ قَدْ سَأَلْتَنِیْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ

ترجمہ : اب جب کہ آپ نے ان کے صدقہ سے سوال کیا ہے تو میں نے معاف کر دیا اور اگر ان کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو آپ کو پیدا نہ کرتا۔

المستدرك للحاكم ٢:٦١٥

اس لئے بعض مفسرین نے اس فرمان الٰہی

﴿ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ﴾

القرآن الحكيم البقره ٢:٣٧

ترجمہ : پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے چند کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔

کے تحت ان ہی دعائیہ کلمات کو نقل فرمایا ہے۔

خلیفہ منصور عباسی نے سیدنا امام مالک سے سوال کیا (مسجد نبوی میں) دعا کرتے وقت ہمیں کعبہ کی جانب رخ کرنا چاہے یا رسول اللہ ﷺ کے (مزار اقدس کی) طرف؟

سیدنا امام مالک نے جواب دیا:

وَلِمَ تَصْرِفُ وَ جُهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ اَبِيْكَ آدَمُ عليه السلام اِلَى اللّٰهِ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفَعْ بِهٖ فَيُشَفِّعُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى

نسيم الرياض ٣:٣٩٨

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

﴿ ...... وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾

القرآن الحكيم النساء ٤:٦٤

ترجمہ : تو ان سے رخ کیوں پھیرے گا۔ وہ تو تیرے اور تیرے باپ سیدنا آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں بلکہ دعا کرتے وقت آپ کی طرف چہرہ کر اور آپ سے شفاعت طلب کر اللہ تعالیٰ تیری دعا قبول فرمائے گا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اور اگر یہ لوگ جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

(سیدنا امام مالک کا کلام ختم ہوا)

تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے توسل نافع ہے اور اس پر قرآن وسنت شاہد ہیں تو ظہور کے بعد تو زیادہ نافع اور قابل تعریف ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں مختلف قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور دعوت اسلام دیتے۔قبیلہ بکر بن وائل جب مکہ مکرمہ آیا۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے۔سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے انہوں نے کہا: ہمارے شیخ حارثہ کو آلینے دو۔وہ آیا تو اس نے کہا۔

ہمارے اور فرس کے مابین جنگ ہے۔جب ہم اس سے فارغ ہو جائیں تو آپ دوبارہ تشریف لے آئیں۔جب ان کی فرس سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس شیخ نے قبیلہ والوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی پوچھا۔

انہوں نے کہا: (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ کہنے لگا: وہ تمہاری عزت ہیں۔اس قبیلہ کو فتحیابی ہوئی۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بِیْ نُصِرُوْا

ترجمہ: میرے صدقہ سے ان کو کامیابی ہوئی۔

دیکھئے اس اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ نے کیسی عظمت سے نوازا ہے۔

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرُہٗ آیَاتُہٗ عِظَمًا   اَحْیَا اِسْمُہٗ حِیْنَ یُدْعٰی دَارِسَ الرِّمَمٖ

ترجمہ: اور یہ ہمارے انکار کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ سے روکتے

ہیں اللہ تعالیٰ ان کو (اور ہمیں) ہدایت عطا فرمائے یہ کہتے ہیں۔طالب کے لئے کافی ہے
کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرلے اور کسی شئی سے توسل نہ کرے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے لوگوں کا رد فرمایا ہے:

﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ ...... ﴾

القرآن الحکیم اسراء ۵۷:۱۷

ترجمہ : وہ لوگ جنہیں یہ مشرک پکارا کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کونسا بندہ (اللہ تعالیٰ سے) زیادہ قریب ہے۔

یعنی وہ معبود جن کی اُلوہیت کا وہ اعتقاد رکھتے ہیں جیسے **سیدنا عیسٰی** علیہ السلام، **سیدہ مریم** رضی اللہ عنہا، **سیدنا زکریا** علیہ السلام اور فرشتے۔اور طاعت سے وہ اللہ تعالیٰ کی قربت کے تلاشی ہیں۔ اَیُّهُمْ یَبْتَغُوْنَ کی واو سے بدل ہے۔یعنی وہ اس کے تلاشی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ کے اعتبار سے اقرب ہے انھیں پھر کیا ہے کہ یہ وسیلہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگتے ہیں۔وہ ایک طرف ہیں اور کتاب الٰہی اور سنت نبوی دوسری طرف ہے۔گویا وہ اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اطاعت گزاروں کی قدرو منزلت ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ مَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴾

القرآن الحکیم نوح ۱۳:۷۱

ترجمہ : تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت وجلال کی پروا نہیں کرتے۔

امام قاضی بیضاوی نے اس جگہ فرمایا:

تمہیں کیا ہے کہ تم عبادت گزاروں اور اطاعت شعاروں کی تعظیم کی امید نہیں رکھتے۔

۱ لِلّٰه یہ موقر کا بیان ہے اگرچہ مؤخر ہے مگر وقار سے صلہ ہے۔

اس امر پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَنْ وَقَّرَ عَالِماً فَقَدْ وَقَّرَ رَبَّه'

مسند الفردوس ،

ترجمہ : جس نے کسی عالم کی تعظیم کی اس نے اپنے پروردگار کی تعظیم کی۔

اسے **دیلمی** نے **مسند الفردوس** میں روایت کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اَکْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّھُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ فَمَنْ اَکْرَمَھُمْ فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه‘

تاریخ بغداد للخطیب ، ٤٣٨:٤ الامام ابن عساکر ،

ترجمہ : علماء کی تکریم کرو۔ بے شک وہ انبیاء کرام کے جانشین ہیں جس نے ان کی تکریم کی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تکریم کی۔

خطیب نے **سیدنا جابر** رضی اللہ عنہ سے اور **ابن عساکر** نے **سیدنا عبد اللہ بن عباس** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی انور ﷺ نے ہمیں علماء کے اکرام اور توقیر کی فقط اس لئے ترغیب دلائی کہ اللہ تعالیٰ ان کا اکرام کرتا ہے، ان کی توقیر کرتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے، ان سے مہربانی سے پیش آتا ہے، ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور ان سے بغض رکھنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے **الزھد** و **الخلال فی کرامات الاولیاء** میں شرط شیخین پر سند صحیح کے ساتھ **سیدنا ابن عباس** رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مَا خَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ علیہ السلام **مِنْ سَبْعَةٍ یَدْفَعُ اللّٰهُ بِھِمْ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ**

الزھد و الخلال فی کرامات الاولیاء ، الامام احمد بن حنبل

سیدنا نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد زمین کبھی بھی ایسے سات افراد سے خالی نہیں رہی جن کے صدقہ سے اہل زمین سے (بلائیں) ٹلتی رہتی ہیں۔

اسی روایت کو مستغفری نے دلائل النبوۃ میں جھۃ بخاری سے بھی روایت کیا ہے۔

یہ سات افراد وہ اقطاب ہیں جو اہل زمین کے لئے امان ہیں ان کے ایمان اہل زمین کے کفر کی ظلمت کو دور کرتے ہیں۔ اگر ان کا وجود مسعود نہ ہوتو اللہ تعالیٰ بدکرداروں اور کافروں کی کثرت کی وجہ سے بہت جلد اہل زمین کو ہلاک کردے۔ ان اقطاب کا ایمان اور ان کی نیکیاں کافروں کے کفر اور بدکاروں کی بدکاریوں کے مقابل رہتی ہیں۔

ابن عساکر نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

اِنَّ الْاَ بُدَالَ بِالشَّام یَکُوْنُوْنَ اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا بِھِمْ تُسْقَوْنَ الْغَیْثَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ عَلٰی اَعْدَآئِکُمْ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الْاَ رْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ.

الامام ابن عساکر،

ترجمہ : بے شک شام میں چالیس مرد ابدال ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے تمہیں بارش عطا ہوتی ہے۔ ان کی وجہ سے دشمنوں پر تمہیں فتح نصیب ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے اہل زمین سے بلا اور غرق ٹلے رہتے ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلْاَ بْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِھِمْ یُقَوَّمُ اَھْلُ الْاَ رْضِ وَبِھِمْ یُمْطَرُوْنَ وَ بِھِمْ یُنْصَرُوْنَ (الطبرانی،)

ترجمہ : میری امت میں تیس ابدال ہوتے ہیں ان کی وجہ سے اہل زمین قائم ہیں۔ ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے ان کی مدد کی جاتی ہے۔

اس صحیح حدیث کو طبرانی سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

تین سو اور پانچ سو اقطاب و ابدال والی احادیث مقدمہ میں گزر چکی ہیں۔ ان کا بیان وہاں ہی کفایت کرنے والا ہے اور اس کے تکرار کی حاجت نہیں ہے۔

ان شواہد کی بنا پر اولیاء کرام ہر زمانہ میں موجود ہیں ان کی وجہ سے ہم سے بلائیں دور ہوتی ہیں، دشمنوں پر ہم فتحیاب ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے ہمیں بارشیں ملتی ہیں اور ان کی وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ سے بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں۔ (مخالفوں اور منکروں کے ارادوں کے خلاف)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے ہم تو آپ کی ہی اقتداء کریں گے اور مخالف کے کلام کو دیوار پر دے ماریں گے...... اولیاء کرام اب بھی ہمارے درمیان موجود ہمارے اعمال وعقائد کی جانب نظر رکھتے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُه' وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۱۰۵

ترجمہ: اور فرمائیے عمل کرتے رہو پس اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو دیکھے گا اور اس کا رسول اور مومن (دیکھیں گے) اور لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کا جاننے والا ہے۔ پس وہ تمہیں اس سے خبردار کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْآ اُولِىْ قُرْبٰى مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴾

القرآن الحکیم التوبہ ۹:۱۱۳

ترجمہ: نبی کے لئے اور ایمان والوں کے لئے درست نہیں ہے کہ مشرکوں کے واسطے مغفرت طلب کریں اگرچہ وہ مشرک ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔ جبکہ واضح ہو گیا ان پر کہ یہ دوزخی ہیں۔

اس آیت مقدسہ کا مفہوم واضح ہے کہ نبی مکرم ﷺ اور اہل ایمان کو مسلمانوں

کے لئے استغفار کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ نے تو اہل ایمان کو نبی مکرم ﷺ کے ساتھ شریک کیا ہے کہ وہ مشرکوں کے علاوہ امت مصطفوی کے گناہ گار لوگوں کے لئے استغفار کریں اور ہمارے بھائی اس امر پر انکار کرتے ہیں کہ کوئی نبی اکرم ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہو یا اولیاء کرام میں سے کسی زندہ یا فوت شدہ کے پاس حاضر ہو۔ یہ ان سے طلب استغفار میں جھگڑا کرتے ہیں نہ جانے قرآن عزیز میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں۔

امام قسطلانی نے اپنی شرح بخاری میں کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے جو وسیلہ سے بارش طلب کرتے۔تو یہاں سے معلوم ہوا کہ توسل تو گزشتہ امتوں میں بھی مشروع تھا بلکہ سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے ہی جائز تھا کیوں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے توسل کیا۔اسی بنا پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تاجدار کائنات ﷺ کی قرابت کی بنا پر آپ کے چچا جان سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش طلب کی۔

سو غیر نبی سے بھی توسل کرنا معلوم ہو گیا کیونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں معلوم تھا اور یہ ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔سو ان کی راہ ہدایت کی ہی پیروی کرنی چاہیئے۔ یہ امر صحیح ثابت شدہ ہے کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ زمانہ بغداد میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے توسل کرتے تھے۔ان کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے،زیارت کرتے،سلام پیش کرتے اور اپنی حاجت براری میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا توسل کرتے۔

اور امام احمد بن حنبل کا سیدنا امام شافعی سے توسل کرنا بھی ثابت ہے۔یہاں تک کہ آپ کے صاحبزادہ سیدنا عبد اللہ نے اس امر پر اظہار تعجب فرمایا۔تو امام احمد حنبل نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّافِعِیَّ کَالشَّمْسِ لِلنَّاسِ وَکَالْعَافِیَۃِ لِلْبَدَنِ

ترجمہ : بے شک امام شافعی لوگوں کے لئے سورج کی مانند اور بدن کے لئے عافیت کی مانند ہیں

اور جب امام شافعی تک یہ بات پہنچی کہ اہل مغرب سیدنا امام مالک سے توسل کرتے ہیں تو اس پر انکار نہیں فرمایا۔

ابن حجر نے اَلصَّواعِقُ الْمُحْرِقَه میں ذکر کیا ہے کہ امام شافعی نے اہل بیت نبوی سے توسل کیا۔ فرمایا:

اٰلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِیْ وَ هُمْ اِلَیْهِ وَسِیْلَتِیْ

اَرْجُوْ بِهِمْ اُعْطٰی غَدًا بِیَدِ الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ

ترجمہ: نبی مکرم ﷺ کی آل پاک ہی میرا ذریعہ اور میرا وسیلہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن ان کے وسیلہ سے مجھے اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

Page 20 of 43

الصواعق المحرقہ ۲:۳۳

سیدنا امام شافعی، مصر میں سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کرتے۔ ان کے آثار سے برکت حاصل کرتے۔ جب بھی بیمار ہوتے تو اپنے اصحاب میں سے کسی کو ان کے پاس بھیجتے وہ آپ کے لئے دعا کی درخواست کرتا اور عرض کرتا کہ آپ بیمار ہیں تو سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کے لئے دعا فرماتیں تو آپ شفایاب ہو جاتے۔ جب آپ مرض الموت میں مبتلاء ہوئے تو آپ نے اپنی عادت کے مطابق اپنے اصحاب سے ایک شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ میرے لئے شفا کی دعا فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا:

مَتَّعَهُ اللّٰهُ بِالنَّظُرِ اِلٰی وَجْهِهِ الْکَرِیْم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جمال زیبا کی زیارت عطا فرمائے۔

آپ کی یہ دعا سیدنا امام شافعی تک پہنچی تو آپ جان گئے کہ ان کا وقت وصال قریب آپہنچا ہے۔

یہ آئمہ کبار اور سلف صالحین جو کتاب و سنت کے عارف تھے اسی راہ پر گامزن تھے۔ جو ان کی راہ سے ہٹا وہ جہنم کا ایندھن بنا۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ نماز کی طرف نکلتے تو ارشاد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْکَ وَاَسْأَلُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا اِلَيْکَ فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سُخْطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ. فَاَسْأَلُکَ اَنْ تُعِيْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

ابن ماجه ، ۱۳۸۵   عمل الیوم و اللیلة لابی نعیم ،

الجامع الکبیر للسیوطی ،   کتاب الدعوات للبیهقی ،

ترجمہ :اے اللہ ! میں تجھ سے سائلین کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف چلنے والوں کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں ۔ یقیناً میں نہ غرور سے نکلا ہوں نہ تکبر سے ، نہ ریا کاری سے ، نہ دکھلاوے سے ۔ میں تو تیری ناراضی کے ڈر سے اور تیری خوشنودی کی تلاش میں نکلا ہوں ۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے دوزخ سے بچالے ۔ میرے گناہوں کو معاف کر دے ۔ گناہوں کو فقط تو ہی معاف کرتا ہے ۔

اس روایت کو ابن ماجہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ سیدنا ابو خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔

حافظ ابو نعیم نے عمل الیوم و اللیلة میں روایت کیا ہے ۔ امام جلال الدین سیوطی نے الجامع الکبیر میں اور امام بیہقی نے کتاب الدعوات میں ذکر کیا ہے ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندگانِ الٰہی میں سے ہر سائل کا توسل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رحمت عالمین بنا کر بھیجا ہے تو ہم اس امر کے زیادہ لائق اور سزاوار ہیں ۔ کیسے نہیں کہ آپ نے سائلین کے اللہ تعالیٰ پر حق کو وسیلہ بنایا ہے اور تمام انبیاء کرام ، رسل عظام اور ملائکہ مقربین میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا حق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درد کی شکایت کی

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ضَعِیُ یَدَکَ عَلَیْهِ ثُمَّ قُوْلِیُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ اذْهَبُ عَنِّیُ شَرَّ مَا اَجِدُ بِدَعْوَةِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ بِسْمِ اللّٰهِ .

مکارم الاخلاق للخرائطی ، الامام ابن عساکر ،

ترجمہ : اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ اور تین بار کہہ۔ اللہ کے نام سے، طیب بابرکت اور اپنی بارگاہ میں مکین کی دعا کے صدقہ سے اس درد کو مجھ سے دور فرما، بسم اللہ .

اس روایت کو خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور ''ابن عساکر'' نے حدیث حسن کے طور پر روایت کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ تو ہمیشہ طیب مبارک اور اللہ تعالیٰ کے ہاں برگزیدہ ہیں۔ کیسے نہیں اللہ تعالیٰ نے تو ان سے وعدہ فرمایا۔

﴿ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ﴾

القرآن الحکیم الضحیٰ ۹۳:۵

ترجمہ : یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

دنیا میں اور آخرت میں آپ تو ان امور پر راضی ہوں گے جن سے آپ کی امت مسرور ہو۔

ہم آپ ﷺ کی اقتداء میں آپ ﷺ اور تمام صالحین سے توسل کرتے ہیں آپ ﷺ نے ہی ہمیں اس امر کی تعلیم دی ہے۔ جب ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی راہ پر چلے تو کسی اور کی مخالفت کا ہمیں کیا نقصان ہے۔

﴿ مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ هَلْ یُذْهِبَنَّ کَیْدُهٗ مَا یَغِیْظُ ﴾

القرآن الحکیم الحج ۲۲:۱۵

ترجمہ : اور جو شخص یہ خیال کئے بیٹھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد نہیں کرے گا نہ

دنیا میں نہ آخرت میں تو اسے چاہیئے کہ ایک رسی کے ذریعہ چھت سے لٹک جائے پھر (گلے میں پھندا ڈال کر) اسے کاٹ دے پھر دیکھے کہ کیا اس کی (خودکشی) کی تدبیر نے اس کے غم وغصہ کو دور کر دیا ہے۔

اللہ ﷻ نے سچ فرمایا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ **سیدہ فاطمہ بنت اسد** رضی اللہ عنہا کے وصال پر نبی اکرم ﷺ کا ان کی قبر میں اترنا، وہاں لیٹنا توسل ہی تو ہے۔

اِغۡفِرۡ لِاُمِّیۡ فَاطِمَۃَ بِنۡتِ اَسَدٍ وَوَسِّعۡ عَلَیۡھَا مَدۡخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالۡاَنۡبِیَاءِ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِیۡ۔

وفاء الوفا ، ۳:۸۹۹ المعجم الکبیر ، المعجم الاوسط ،

مستدرك للحاكم ، ابن حبان ، مصنف ابن ابی شیبه ،

ترجمہ : میری ماں فاطمہ بنت اسد کی بخشش فرما، اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے توسل سے اس کی قبر کو وسیع وفراخ فرما۔

اس حدیث پاک کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور ابن حبان نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ابنِ ابی شیبہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

وہ صحیح احادیث جن میں توسل واستغاثہ کی تصریح ہے ان سے ایک حدیث کو ترمذی، نسائی، بیہقی اور طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِنَّ رَجُلًا ضَرِیۡرًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ

فَقَالَ: اُدۡعُ اللّٰہَ اَنۡ یُّعَافِیَنِیۡ

فَقَالَ: اِنۡ شِئۡتَ دَعَوۡتُ. وَاِنۡ شِئۡتَ صَبَرۡتَ

قَالَ: فَادْعُهُ

فَأَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ وَيُحْسِنَ وُضُوْءَهُ وَ يَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاء......

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فِیْ حَاجَتِیْ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ.

فَعَادَ وَ قَدْ اَبْصَرَ

الترمذی ، ۳۵۷۸ النسائی ،	مسند احمد ، ۱۳۸:٤
ابن ماجه ، ۱۳۸۵ البیهقی ،	الطبرانی ،
مستدرك للحاكم ، ۱۱۸۰ تاریخ بخاری ،	
المجروحین لابن حبان ، ۱۹۷:۱	مشکوة المصابیح ، ۲٤۹۵
جمع الجوامع ، ۹۸۵۲	الاذكار النبويه ، ۱٦۷
التوسل للالبانی ، ٦۸	الترغیب و الترهیب ، ٤۷۳:۱
کنز العمال ، ۳٦٤۰-۱٦۸۱٦	تهذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ، ۹۸:۲
عمل الیوم و اللیه لابن السنی ، ٦۲۸	مجمع الزوائد ، ۲۷۹:۲

ترجمہ : ایک نابینا شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔عرض کی: میری بینائی کے لئے دعا فرمائیے۔

ارشاد فرمایا: اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر چاہے تو صبر کر۔

عرض کی: آپ دعا دیجئے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

احسن انداز سے وضو کر اور ان کلمات سے دعا کر۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد نبی الرحمت کے توسل سے حاضر ہوتا ہوں۔یا محمد ﷺ! میں اپنی حاجت میں آپ کو آپ کے رب کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، تا کہ وہ پوری ہو۔اے اللہ ! ان کی سفارش

قبول فرما۔

(یہ دعا کر کے) وہ (نابینا) شخص واپس لوٹا تو بینا تھا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابنِ ماجہ نے اور حاکم نے مستدرک میں اسنادِ صحیحہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اس روایت میں توسل واستغاثہ کے استحباب پر دلیل ہے۔

نبی انور ﷺ نے توسل واستغاثہ کی خود ایک ساتھ تعلیم دی۔ اسی بنا پر نبی اکرم ﷺ نے خود نابینا کے لئے دعا نہیں فرمائی۔ دعا اس پر دہرادی اور اسے تعلیم دی کہ وہ کس طرح دعا کرے۔ اس سے مقصود یہی تھا کہ طالبِ دعا جان لے کہ نبی اکرم ﷺ سے توسل اور استغاثہ دعا کے ہی قائم مقام ہے۔

اسی بنا پر ابتدا میں ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَتَوَجَّہُ اِلَیۡکَ

یہ توسل ہے۔

اور یا محمد ﷺ ندا اور استغاثہ ہے۔

نابینا کو دعا کی تعلیم دینا اور اسی پر اکتفا کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود دعا فرمائی تا کہ اس سے اس وقت تک انتفاع ہو جب تک گردشِ ایام رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی رہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ابنِ سنی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

نبی انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا انۡفَلَتَتۡ دَآبَّۃُ اَحَدِکُمۡ بِاَرۡضِ فَلَاۃٍ فَلۡیُنَادِ: یَا عِبَادَ اللّٰہِ احۡبُسُوۡا ،یَا عِبَادَ اللّٰہِ احۡبُسُوۡا، فَاِنَّ لِلّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ فِی الۡاَرۡضِ حَاضِراً سَیَحۡبِسُہٗ .

عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی ،باب : ۳۰٦ـصفحہ : ۲٤۰ـ۲۳۹

حدیث ۵۰۸

ترجمہ : جنگل میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے تو وہ آواز دے اے اللہ کے بندو اچھی طرح حفاظت کرو۔ پس بیشک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اس کی حاجت پوری کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں جسے طبرانی نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا اَوْ اَرَادَ عَوْنًا وَ ھُوَ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ وَ لَیْسَ فِیْھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ.

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ...... اَغِیْثُوْنِیْ

فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا تَرَوْنَھُمْ

الطبرانی ،

ترجمہ : جب تم میں سے کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے یا وہ جنگل میں ہے اور اسے مدد کی ضرورت ہے اور وہاں کوئی انس کرنے والا بھی نہیں تو اسے چاہیئے کہ وہ آواز دے، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

بے شک اللہ عزوجل کے کچھ بندے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے۔

بہت سارے علماء اور صالحین نے اس استغاثہ کا تجربہ کیا اور اسے صحیح پایا۔ کیونکہ یہ استغاثہ اس ذاتِ اقدس کا تعلیم کردہ ہے جو اپنی خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے۔ جو شخص اس کا انکار کرے وہ بصیرتِ قلبی سے محروم ہے یا اس کا دل مریض ہے۔ اللہ عزوجل اس محرومی اور مرض سے ہمیں پناہ دے۔

اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بنی حنیفہ کے جہاد کے دن صحابہ کرام کا شعار وَا مُحَمَّدَاہُ. وَا مُحَمَّدَاہُ تھا۔ تو کیا یہ ان سے کفر تھا یا خالص ایمان۔ اساطین منکرین ہمیں جواب دیں۔ اللہ عزوجل ان کو ہدایت دے۔

نبی انور ﷺ اور اللہ عزوجل کے نیکوکار بندوں سے توسل واستغاثہ کا انکار فقط

Page 27 of 43

وہی کر سکتا ہے جسے نورِ نبوت سے ذرہ بھی نصیب نہ ہوا اور اس فیض کی خوشبو ہی نہیں سونگھی۔ وہ چمگادڑ کی طرح ہے جو سورج کی روشنی دیکھ ہی نہیں سکتی۔ یا گبریلا کی طرح ہے جو عمدہ خوشبو سونگھ کر مر جاتا ہے۔

میں نے ایک جریدہ توحید دیکھا۔ جس پر سال اشاعت ۱۳۵۳ ہے۔ اس پر محمدامین الشنقیطی کا نام ہے۔ اس نے اس جریدہ میں کہا:

اگر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت میں نابینا کی دعا نافع ہوتی تو اس سے ہر اندھے اور غیر اندھے کو فائدہ ہوتا۔

میں عرض کروں گا یہ کہنا جہل عظیم ہے۔ جس کے پاس معمولی سا بھی علم ہے وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

اس شخص نے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا کیونکہ حدیث صحیح ہے۔

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض کیا جنہوں نے اس روایت کو ہم تک پہنچایا حالانکہ ان کی عدالت پر امت کا اجماع ہے۔

یہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور ناقلین حدیث کی قدر سے آگاہ نہیں۔ صاحبان عقل سے یہ امر کس قدر بعید ہے۔

ہم کہیں گے کہ اگر داعی اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرے اور طلب خیر یا دفع شر میں کسی سے توسل نہ کرے اور اس کی حاجت بر نہ آئے تو اس وقت یہ کیا کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے۔

العیاذباللہ! کیا وہ اللہ تعالیٰ کے بارے شک میں مبتلا ہو جائے گا؟

دعا کی اجابت کے لئے کئی شرطیں ہیں۔

داعی کا ایمان، اخلاص، قدرت الٰہی پر صدق یقین، آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کا یقیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت پر ایمان، صدق اضطرار، معاصی کا عدم ارتکاب، رزق حلال۔ داعی میں جب یہ ساری شرطیں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ

اس کی دعا قبول کرتا ہے۔

علماء کرام کا اس امر پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا قربت ہے اور خداوند قدوس کے پیاروں کا اُس کی بارگاہ میں توسل دوسری قربت ہے۔ جب دو قربتیں جمع ہو جائیں تو اجابت کی سرعت کا زیادہ امکان ہے۔ اگر ان دونوں قربتوں کے ساتھ صدقہ بھی مل جائے تو یہ تیسری قربت ہے اور اجابت کے اسباب زیادہ ہو جائیں گے۔

اسی طرح توسل کرنے والا جس قدر طاعات زیادہ کرے گا سرعت اجابت میں قوت زیادہ ہو جائے گی۔ یہ علم اور فقر ہے۔

اللہ تعالیٰ دعا کی اجابت اپنے ارادہ کے وقت فرمائے گا نہ کے تیرے ارادہ کے وقت۔ اس امر کو خوب سمجھ۔ خواہش نفس کی پیروی نہ کر۔ ورنہ یہ تمہیں راہ خدا سے پھسلا دے گی۔ اور اللہ تعالیٰ فقط متقین کی دعائیں ہی قبول فرماتا ہے: رہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان

﴿...... فَلا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾

القرآن الحکیم الجن ۷۲:۱۸

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔

جس سے غیر اللہ کے لئے تحریمِ ندا کا استدلال کیا جاتا ہے۔

اس کا معنی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک نہ کر یعنی غیر اللہ کے لئے رکوع اور سجدہ نہ کر۔

جمہور علماء نے اسی طرح تفسیر کی ہے۔ قرآن حکیم میں لفظ دعا تین وجہوں پر ہے۔

وجہ اول: عبادت کے معنی میں۔ دعا کا لفظ جب مِنْ دُوْنِ اللّٰه، یَا مَعَ اللّٰه کے ساتھ ملا ہوا اور حیات دنیوی میں ہو۔ یہ ہی اغلب ہے اور عبادت رکوع اور سجود ہے۔

وجہ ثانی۔ ندا اور استغاثہ کے معنی میں۔ یہ کبھی دنیا میں ہوتا ہے جب اجابت میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہو یا رد میں۔ العیاذ باللّٰه

اور اگر آخرت میں ہو تو یہ دوزخیوں کی اللہ تعالیٰ کو پکار ہوتی ہے جیسی اہل نار کا

Page 29 of 43

اللہ تعالیٰ کو استغاثہ کہ ان پر عذاب ہلکا کر دیا جائے۔

وجہ ثالث۔ ہدایت وگمراہی کی طرف نداء۔

عنقریب ہم ہر طریق کے دلائل قرآن حکیم سے بیان کریں گے۔

وجہ اول .... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿...... اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ......﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦:٥٦

ترجمہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں انہیں پوجوں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو یعنی وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

یہ وہ وجہ ہے جس میں دعا مِنْ دُوْنِ اللّٰه یا مَعَ اللّٰه سے مقترن ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا یَمْلِکُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ ......﴾

القرآن الحکیم الزخرف ٤٣:٨٦

ترجمہ : اور جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ یعنی وہ عبادت کرتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ......﴾

القرآن الحکیم الاعراف ٧:١٩٤

ترجمہ : (اے کفار) بیشک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا تمہاری طرح بندے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۞ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ ﴾

القرآن الحکیم الجن ٧٢:١٩-١٨

ترجمہ : اور بیشک سب مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔ اور جب اللہ کا (خاص) بندہ کھڑا ہوتا ہے تا کہ اس کی عبادت کرے۔

یعنی نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں جو رکوع اور سجود والی ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کھڑے ہوتے ہیں اور جو آپ کی قراءت سنتے ہیں تو سماعت قرآن کے لئے آپ کے پیچھے بھیڑ کر دیتے ہیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنفَعُهٗ ...... ﴾

القرآن الحکیم الحج ۱۲:۲۲

ترجمہ : وہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتا ہے جو نہ اسے ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ اسے نفع پہنچا سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَدْعُوا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ...... ﴾

القرآن الحکیم الحج ۱۳:۲۲

ترجمہ : وہ اسے پوجتا ہے جس کی ضرر رسانی اس کی نفع رسانی سے زیادہ قریب ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ...... ﴾

القرآن الحکیم الحج ۷۳:۲۲

ترجمہ : بیشک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو تم پکارتے ہو یہ تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اس (معمولی سے) کام کے لئے جمع ہو جائیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ...... ﴾

القرآن الحکیم المومنون ۱۱۷:۲۳

Page 31 of 43

ترجمہ : اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پوجتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اَ نَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا ...... ﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦:٧١

ترجمہ : آپ فرمائیے کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو پوجیں جو نہ ہمیں نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ...... ﴾

القرآن الحکیم الفرقان ٢٥:٦٨

ترجمہ : اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو نہیں پوجتے اور اس نفس کو قتل نہیں کرتے جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِط قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ...... ﴾

القرآن الحکیم المؤمن ٤٠:٧٤

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے سوا کہیں گے وہ تو ہم سے گم ہو گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو پوجتے ہی نہ تھے۔

یہ مشرک لوگوں سے قیامت کے دن کہا جائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ ﴾

القرآن الحکیم ھود ۱۰۱:۱۱

ترجمہ : پس انہیں ان کے (جھوٹے) خداؤں نے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا جن کی وہ اللہ ﷻ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ﴾

القرآن الحکیم النحل ۸٦:۱٦

ترجمہ : اے ہمارے رب! یہ ہمارے بنائے ہوئے شریک ہیں جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پوجا کرتے تھے۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ ...... ﴾

القرآن الحکیم فصلت ٤۸:٤۱

ترجمہ :اور ان وہ گم ہو جائیں گے جن کی وہ پہلے عبادت کیا کرتے تھے۔

اسی طرح دعا جو حیات دینوی میں اہل ایمان کی طرف منسوب ہے اور وہ عبادت کے معنیٰ میں ہے۔

﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ...... ﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦:۵۲

ترجمہ : اور انہیں دور نہ ہٹاؤ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے رہتے ہیں (فقط) اس کی رضا کے طلبگار ہیں۔

اسی طرح اصحاب کہف سے حکایت کرتے ہوئے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿...... لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱٤:۱۸

ترجمہ : ہم ہرگز اس کے سوا کسی معبود کو نہیں پکاریں گے (اگر ہم ایسا کریں) تو گویا ہم

نے ایسی بات کہی جو حق سے دور ہے۔

حیات دینوی میں کلمہ ''دعا'' جو کفار اور غیر کفار کے لئے وارد ہوا ہے اور عبادت کے معنی میں ہے۔ جس طرح کہ مفسرین کرام نے ذکر فرمایا ہے۔ اُس کا بیان ختم ہوا۔

منکرین کا گمان غلط ہے کہ یہ ندا اور استغاثہ کے معنی میں ہے۔ دعا بمعنی عبادت والی جملہ آیات کا میں نے احاطہ نہیں کیا کیونکہ ایسی آیات مقدسہ بہت زیادہ ہیں۔ ان سے بطور خاص نمونہ وارد کی ہیں۔ انہی آیات مقدسہ پر اُن آیات کریمہ کو قیاس کیا جاسکتا ہے جن میں کلمہ دعا ہے اور یہ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ یا مَعَ اللّٰہ کے ساتھ مقترن ہے۔

وجہ ثانی۔ دعا بمعنی ندا اور استغاثہ۔

پہلے۔ دنیا میں

جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ط اَیًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ...... ﴾

القرآن الحکیم الاسراء ۱۷:۱۱۰

ترجمہ : آپ فرمایئے یا اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔ اسے جس نام سے پکارو اس کے سارے نام (ہی) اچھے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ لَا یَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ الۡخَیۡرِ ...... ﴾

القرآن الحکیم فصلت ۴۱:۴۹

ترجمہ : انسان بھلائی کی دعا کرنے سے نہیں اکتاتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ ...... وَاِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِیۡضٍ ﴾

القرآن الحکیم فصلت ۴۱:۵۱

ترجمہ : اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ ﷻ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ج اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴾

القرآن الحکیم الانعام ٦: ٤١-٤٠

ترجمہ : آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا تم پر قیامت آ جائے کیا اس وقت اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارو گے وہ تکلیف دور کر دے گا تم نے جس کے لئے پکارا تھا اگر وہ چاہے گا اور تم انہیں بھلا دو گے جنہیں تم نے شریک بنا رکھا تھا۔

یہ دعا اور اس کے امثال قرآن حکیم میں ندا اور استغاثہ کے معنی میں ہیں اور یہ اجازت یا رد میں اللہ ﷻ سے مقابل ہوتے ہیں۔ اس دعا کی مثال جو دنیوی حیات میں اجابت سے سرفراز ہوتی ہے انبیاء کرام کی دعا ہے جسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام وسیدنا ہارون علیہ السلام کی دعا ان کی امت کے حق میں اور اللہ ﷻ کا ان دونوں کو ارشاد فرمانا:

﴿...... قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا ...... ﴾

القرآن الحکیم یونس ١٠: ٨٩

ترجمہ : تمہاری دعا قبول کر لی گئی پس تم ثابت قدم رہو۔

اللہ ﷻ نے سیدنا زکریا علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ﴾

القرآن الحکیم آل عمران ٣: ٣٨

ترجمہ : زکریا نے اپنے رب سے وہی دعا مانگی۔

یہ مشہور دعا ہے کہ جب آپ اپنی کبر سنی اور رفیقہ حیات کے بانجھ پن کی وجہ سے ناامید ہوئے تو اللہ ﷻ سے دعا کی کہ اللہ ﷻ ان کو صلبی بیٹا عطا کرے تو اللہ ﷻ نے ان

کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور ان کو سیدنا یحییٰ علیہ السلام عطا کئے انہیں دعاؤں میں سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی۔

﴿ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴾

القرآن الحکیم القمر ١٠:٥٤

ترجمہ: آخر کار آپ نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ میں عاجز آ گیا ہوں پس تو (ان سے) بدلہ لے۔

اور یہ عرض کہ

﴿...... رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴾

القرآن الحکیم نوح ٢٦:٧١

ترجمہ: اے میرے رب! روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا نہ چھوڑ۔

اس طرح ایک اور مقام پر

﴿ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ ...... ﴾

القرآن الحکیم ھود ٤٥:١١

ترجمہ: اور نوح نے اپنے رب کو پکارا۔

دعا اور ندا ایک ہی معنی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ آپ کو جھٹلانے والوں کو غرق کیا اور روئے زمین پر ایک بھی کافر کو نہ رہنے دیا۔

قرآن حکیم میں سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک کثرت سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی دعائیں وارد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کا ذکر فرمایا اور یہ سب مستجاب تھیں

اسی طرح صالحین غیر انبیا کی دعائیں ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے سیدہ ام مریم رضی اللہ عنہا کی دعا کا ذکر فرمایا:

﴿...... رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ...... ﴾

القرآن الحکیم　آل عمران ۳:۳۵

ترجمہ : اے میرے رب! میں تیرے لئے نذر مانتی ہوں جو میرے شکم میں ہے (سب کاموں سے) آزاد کر کے۔ سو مجھ سے (یہ نذرانہ) قبول فرما لے

سیدہ ام مریم ﷺ کا گمان تھا کہ پیدا ہونے والا لڑکا ہوگا اور آپ نے نذر مانی کہ اسے بیت المقدس کا خادم بنائیں گی۔

﴿ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ج وَاِنِّیْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا لا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا...... ﴾

القرآن الحکیم　آل عمران ۳:۳۷-۳۶

ترجمہ : پھر جب اس نے اسے جنا (تو حیرت وحسرت سے) بولی اے رب! میں نے تو ایک لڑکی کو جنم دیا اور اللہ ﷻ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا اور لڑکا اس لڑکی کے مانند نہیں تھا (جس کا وہ سوال کرتی تھی)

اور (ماں نے کہا) میں نے اس کا نام **مریم** رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پھر اس کے رب نے اسے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرمایا اور اسے اچھی طرح پروان چڑھایا اور **زکریا** کو اس کا نگران بنا دیا۔

اللہ ﷻ نے اس صالحہ عورت کی دعا کو قبول فرمایا۔ کیونکہ وہ اولیاء اللہ سے تھیں۔ ان کو اور ان کے فرزند **سیدنا عیسٰی** علیہ السلام کو نزغات شیطان سے پناہ دی۔

حدیث پاک میں ہے:

ولادت کے وقت **سیدہ مریم** ﷺ اور ان کے فرزند ہی نزغ شیطان سے محفوظ رہے۔

اصحاب کہف نے یوں دعا کی:

﴿...... رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ هَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ﴾

القرآن الحکیم الکھف ۱۸:۱۰

ترجمہ : اے ہمارے رب! ہمیں اپنی جناب سے رحمت مرحمت فرما اور ہمارے اس کام میں ہدایت مہیا فرما۔

اسی طرح فرعون کی اہلیہ کی دعا ہے۔

﴿...... اِذۡقَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَيۡتًا فِی الۡجَنَّةِ وَنَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴾

القرآن الحکیم التحریم ٦٦:١١

ترجمہ : جبکہ اس نے دعا مانگی اے میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دیا ور مجھے فرعون سے اور اس کے (کافرانہ) عمل سے بچالے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔

انبیا کرام اور اولیاء عظام کی دعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے جس طرح قرآنی دلیلوں سے واضح ہے۔

اسی لئے صاحب جوھرۃ التوحید نے کہا ہے:

وَعِنۡدَنَا اَنَّ الدُّعَاءَ يَنۡفَعُ كَمَا مِنَ الۡقُرۡآنِ وَعۡدٌ يُسۡمَعُ

ترجمہ : ہمارے نزدیک دعا نفع دیتی ہے۔ جس طرح کہ قرآن حکیم کا وعدہ سنا جاتا ہے۔

اسی طرح مظلوم کی دعا مستجاب ہے۔ اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اگر چہ وہ دعا سے عبادت کا ارادہ نہیں کرتا۔ بلکہ اسے مجبوری نداء اور استغاثہ کے لئے مجبور کرتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيۡبًا اِلَيۡهِ ثُمَّ اِذَاخَوَّلَهٗ نِعۡمَةً مِّنۡهُ نَسِیَ مَا

﴿ كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ ...... ﴾

القرآن الحکیم الزمر ۳۹:۸

ترجمہ : اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے (اس وقت) اپنے رب کو دل سے اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتا ہے۔ پھر جب اسے اپنی (جناب سے) نعمت عطا کرتا ہے تو اس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کے لئے اس سے پہلے فریاد کرتا رہا تھا۔

یہ دعا عبادت کے معنی میں نہیں ہے جو رکوع و سجود ہے۔ یہ نداء اور استغاثہ ہے۔ وہ دعا جو قبولیت کے روز کفار کی طرف سے ہوگی وہ بھی نداء اور استغاثہ ہے جس طرح کہ داروغہ جہنم کی زبان سے کفار پر اجابت ہے۔ جب وہ داروغہ جہنم سے استغاثہ کریں گے کہ دوزخ کا عذاب ان پر ہلکا کر دیا جائے۔

﴿ ...... قَالُوْا فَادْعُوْا ج وَمَادُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ﴾

القرآن الحکیم المؤمن ۴۰:۵۰

ترجمہ : داروغے کہیں گے تم خود ہی دعا مانگو اور حقیقت یہ ہے کہ کافروں کی دعا نہیں ہے مگر محض بے سود۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴾

القرآن الحکیم الفرقان ۲۵:۱۴

ترجمہ : (کہا جائے گا بدبختو!) آج ایک موت نہ مانگو بلکہ بہت سی موتیں مانگو۔

جب کفار جہنم میں چیخ چلا رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائے گا:

﴿ وَ قِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَ كُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَ رَاَوُا الْعَذَابَ ...... ﴾

القرآن الحکیم القصص ۲۸:۶۴

ترجمہ : اور (انہیں) کہا جائے گا (لو) اب اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور عذاب کو دیکھ لیں گے۔

ہر دعا جو آخرت میں اس طریق پر ہے وہ ندا اور استغاثہ کے معنی میں ہے جن پر استجابت یا رد مترتب ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿...... فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ ......﴾

القرآن الحكيم القصص ٦٤:٢٨

ترجمہ: لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے۔

کیونکہ دعا کی یہ قسم معنی عبادت سے میل نہیں کھاتی جو شہادت توحید و رسالت، اقامت، نماز ایتاء زکوٰۃ، صوم رمضان اور صاحب استطاعت کے لئے حج ہے۔

اور وہ دعا جو ندا اور استغاثہ عبادت کے معنی میں ہے اور عبادت اور صدق عبودیت کے معنی میں ہے۔ کیونکہ بندہ اللہ تعالیٰ کو ندا کر کے اپنی احتیاج کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے عجز کا اقرار کرتا ہے اور اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ وہ تمام احوال میں اُس کا محتاج ہے۔ اس سے مستغنی ہرگز نہیں ہے۔ اور طاقت و قوت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بندہ نہ اپنے نفع کا مالک ہے نہ اپنے نقصان کا۔ یہ امر اللہ تعالیٰ کے لئے حول و قوت اور اپنے لئے افتقار و احتیاج کے اقرار و اعتراف کی بنا پر عبادت کا مغز ہے۔

وجہ ثالث:

اَلدُّعَاءُ اِلَى الْهُدٰى اَوِ الضَّلَالِ .

دعا کا مندرجہ بالا معنی اُس وقت ہوتا ہے جب یہ اپنے مفعول کی طرف لام یا الیٰ سے متعدی ہوتا ہے۔

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا ......﴾

القرآن الحكيم فصلت ٣٣:٤١

ترجمہ: اور اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے۔ جس نے اللہ کی طرف دعوت دی اور نیک کام کئے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ ...... ﴾

القرآن الحکیم النحل ١٦:١٢٥

ترجمہ :(اے محبوب!)(لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے بلائیے۔

اسی طرح اللہ ﷻ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَمَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ج وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّکُمْ ...... ﴾

القرآن الحکیم الحدید ٥٧:٨

ترجمہ : آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (اس کا) رسول تمہیں دعوت دے رہا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔

اسی طرح اللہ ﷻ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ ...... کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ ...... ﴾

القرآن الحکیم الشوری ٤٢:١٣

ترجمہ :مشرکین پر وہ بات بہت گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں۔

اسی طرح اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ...... ﴾

القرآن الحکیم محمد ٤٧:٣٨

ترجمہ : ہاں تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں دعوت دی جاتی ہے کہ (اپنے مال) اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

اسی طرح اللہ ﷻ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ...... ﴾

القرآن الحکیم القصص ٢٨:٤١

ترجمہ :اور ہم نے انہیں ایسے پیشوا بنایا تھا جو (اپنی رعایا کو) آگ کی طرف بلا رہے تھے۔

اسی طرح اللہ ﷻ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَ يٰقَوْمِ مَا لِيٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيٓ اِلَى النَّارِ ﴾

القرآن الحکیم غافر ٤٠:٤١

ترجمہ: اور اے میری قوم! میرا بھی عجیب حال ہے کہ میں تو تمہیں نجات کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔

لفظ دعا کے تینوں معانی کی یہ قرآن حکیم میں واردشدہ مثالیں ہیں میں نے ان کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے تا کہ معترض کو معمولی سا بھی شک یا شبہ نہ رہے۔

اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اگر ویسے ہی صحیح ہو جس طرح ہمارے منکر بھائی گمان کرتے ہیں کہ دعا، استعانت اور استغاثہ غیر اللہ سے کفر ہے تو بادشاہ اور حاکم وغیر ہما سے بھی استغاثہ کفر ہو گا۔ گویا جب مظلوم نے استغاثہ کرتے ہوے کہا: یَا مَلِکَاہُ، یَا اَمِیْرَاہُ، یَادَوْلَتَاہُ، یَا اِمَامَاہُ، یَا مُعْتَصِمَاہُ تو اس نے شرک کیا۔ کیونکہ اس نے غیر اللہ کو پکارا۔ اور غیر اللہ سے اِسْتِغَاثَہ کیا اور اس سے اس نے غیر اللہ کی عبادت کی ان کو تامل کرنا چاہیئے۔ یہ کیسی سوچ اور فکر ہے۔

ان نقلی اور عقلی دلائل سے ان کی حجت باطل ہو گئی اور ان کے دعاوی ناپید ہو گئے۔ تتمیم فائدہ کے لئے میں ابن حجر کا منقول نقل کرتا ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا نبی انور ﷺ، انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے تَوَسُّل، تَشَفُّع اور تَوَجُّہ کے ذکر میں کچھ فرق نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح حدیث غار میں اعمال سے توسل کا جواز وارد ہے حالانکہ وہ اَعراض ہیں۔ جب ان اعراض سے توسل جائز ہے تو ذَوات فاضلہ تو اَولیٰ ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طلب بارش میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا تو کسی نے بھی انکار نہ کیا۔

نبی انور ﷺ سے توسل کبھی طلب دعا کے معنی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ زندہ ہیں اور سائل کا سوال جانتے ہیں۔

ایک صحیح طویل حدیث میں ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں قحط پڑ گیا تو ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کی: اپنی امت کے لئے بارش طلب کیجئے۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ بارش ہوگی اور اسی طرح ہوا۔

اس روایت میں یہ بھی ہے کہ فرمایا:

عمر کے پاس جاؤ۔ ان سے میرا اسلام کہہ دو اور ان کو خبر دو کہ بارش ہوگی اور ان سے کہو کہ آپ پر عقلمندی لازم ہے۔ وہ شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ ساری خبر دی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے پھر عرض کی:

اے میرے پروردگار! جس سے میں عاجز ہوں وہ مجھے معاف کرنا۔

الاستیعاب ، ٢:٤٦٤

ان دلائل سے روز روشن کی طرح آشکارا ہو گیا کہ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر حال میں توسل کیا جاتا رہا ہے اس جہاں رنگ و بو میں ظہور سے پہلے، ظاہری حیات میں، وصال فرما جانے کے بعد اور اسی طرح قیامت کے دن بھی یہ اپنے رب سے شفاعت کریں گے۔

حدیث پاک میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:

يَا عِيسٰى آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَمُرْ مَنْ اَدْرَكْتَ مِنْ اُمَّتِكَ اَنْ يُؤْمِنُوا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَيْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ فَسَكَنَ .

المستدرك للحاكم ،

ترجمہ : اے عیسیٰ علیہ السلام (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ اور اپنی امت میں سے جس کو ملو اسے حکم دو کہ وہ بھی آپ پر ایمان لے آئے۔ اگر حضرت محمد

ﷺ نہ ہوتے تو میں جنت وجہنم کو پیدا نہ کرتا جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو اس میں اضطراب پیدا ہو گیا تب میں نے اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تو وہ پر سکون ہو گیا۔

Page 43 of 43

تو جس ذات اقدس کی ان کے منعم مولا کے ہاں اس قدر بلند و بالا شان ہو، ان سے توسل کیوں نہ کیا جائے۔

یہ ساری ابن حجر کی عبارت ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور کبھی نبی معظم ﷺ سے توسل اسی امر کی طلب کے لئے توسل کیا جاتا ہے گویا کہ وہ کہتا ہے:

یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے اس طرح کیجئے۔ معنی یہ ہے کہ آپ اپنے سوال اور اپنے رب کے ہاں شفاعت میں تسبب پر قادر ہیں تو یہ امر طلب دعا کی طرف لوٹ آتا ہے اگر چہ عبارات مختلف ہوں۔

اسی سے ہی سیدنا ربیع بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے:

اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ .

ترجمہ : میں جنت میں آپ کی مرافقت کا طلبگار ہوں۔

الصحیح المسلم، الصلوۃ ۲۲۵ سنن ابو داؤد، التطوع ۲۲

مسند احمد ۱: ۴۰۰

اس دعا میں سبب اور شفاعت کی طلب ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے اس معنی میں طلب ہوتی ہے۔

صاحب توفیق و ہدایت کے لئے اسی قدر کافی ہے اور جس کو یہ کافی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

وہ شیطانی گروہ سے ہے اور بے شک شیطانی گروہ خسارہ میں ہے۔